اسباب ستّہ اور دعوت اسلامی

ازمراسلہ: مولانا ابوالکلام نوری، بہادرگنج بہار

اسلام ایک ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام ایک مکمل مذہب ہے۔ ارشاد ربانی: ''ان الدین عنداللہ الاسلام'' سے متعلق راجح قول یہی ہے کہ اسلام سے مراد دین مصطفوی علیہ التحیۃ والثناء ہے۔ ارشاد ربانی: ''لاتبدیل لکلمت اللہ'' کا مفہوم یہی ہے کہ ''خدا وند قدوس کے وعدے خلاف نہیں ہوسکتے'' جو اس نے بندوں سے فرمایا۔ ارشاد ربانی ''ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا'' سے مراد یہی ہے کہ ''اورتم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے''۔

قرآنی آیات بابرکات، ارشاد نبوی، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین کی تشریح ایمان واسلام کی جان اور دین مصطفوی کی شان ہے۔ جسکی قدرے تفصیل ذیل میں ملاحظہ کریں۔

عزیمت: ۔وہ شرائع حدیٰ جسپر گامزن رہنا اسلام کی اساس ہے۔ اسپر شروع ہی سے قائم رہ کر زندگی گذارنے کو عزیمت سے تعبیر کرتے ہیں۔

اوراس کے برخلاف وجودستہ کی بنیاد پر جو فعل صادر ہو یا جو شئی استعمال میں آئے۔ اس کو رخصت کا نام دیا جاتا ہے۔ اصول الشاشی ص۱۰۴ پر عزیمت کی تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہے ''فی الشرع عبارۃ عما لزم من الاحکام ابتداءً سمیت عزیمۃ'' یعنی شرع مطہر میں ابتداء جو احکام مکلفین پر لازم ہوا ہے اسی کا نام عزیمت ہے۔ اور اسکی علت یہ بیان کی گئی ہے۔ ''لا نھا فی غایۃ الوکادۃ سببھا۔ وھو کون الامر مفترض للطاعۃ بحکم انہ الھنا ونحن عبیدۃ۔ ''اس لئے کہ عزیمت ان احکام کے سبب کے مؤکد ہونے کیوجہ غایت تاکید میں ہے۔ ان احکام کے سبب کا مؤکد ہونا اسوجہ سے ہے اکہ عامر کی اطاعت ہمارے معبود ہونے کی وجہ سے فرض ہے اور ہم لوگ اسی کے معمولی بندے ہیں۔ اور عزیمت کی تعریف نورالانور ص ۱۲۹ پر اس طرح مرقوم ہے۔ ''فالعزیمۃ وھی اسم لماھو اصل منھا غیر متعلق بالعوارض یعنی لم یکن شرعھا باعتبار العوارض کما کان شرع الافطار باعتبار المرض۔ ''یعنی عزیمت احکام مشروعہ میں سے جو اصل ہے اور عوارض سے متعلق نہیں ہے۔ اسی کا نام ہے۔ یعنی اسکی مشروعیت عوارض کے اعتبار سے نہیں ہے۔ (جیسا کہ مریض کیلئے مرض کی وجہ سے شرب وطعام کی مشروعیت ہے) اور آگے رقمطراز ہیں: ''بل یکون حکماً اصلیا من اللہ تعالیٰ ابتداءً سواء کان متعلقا بالفعل کالماموارت اومتعلقا بالترک کالمحرمات'' بلکہ یوں کہا جائے کہ ابتداء اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو حکم اصلی ہے اسی کا نام عزیمت ہے خواہ وہ فعل سے متعلق ہو جیسے ماموارت یا ترک سے متعلق ہو جیسے محرمات۔

رخصت: ۔رخصت کے تعلق سے اصول الشاشی ص ر ۱۰۵ پر یوں مندرج ہے۔ ''''فی الشرع'' صرف الامر من عسر الیٰ یسر بواسطۃ عذ رفی المکلف''۔ یعنی شریعت باز غہ میں رخصت اسکو کہتے ہیں کہ مکلف میں عذر کیوجہ سے مشکل سے آسانی کیطرف کوئی حکم منصرف ہوجائے۔ مختصر ایوں کہہ سکتے ہیں کہ اصل عزیمت کے طور پر مشروع ہے اور بربنائے عذر مکلف رخصت ہے۔ لیکن انجام کے اعتبار سے رخصت دوقسم پر ہے۔

(۱) فعل کی حرمت کے بقاء کے باوجود۔ صرف عذر کیوجہ سے رخصت دیدی گئی۔ مثلاً۔ اکراہ کے وقت قلب کے اطمینان کے باوجود زبان سے کلمۂ کفر جاری کرنا۔ مسلمانوں کے مال کو برباد کرنا۔ بلاوجہ کسی جان کو مارڈالنا۔ اور مضطر کا بھوک کے وقت جان بچانے کیلئے غیر کے مال کو چوری یا چھین کر زندہ رہنے کی مقدار کھالینا۔

رخصت کی اس نوع کا حکم یہ ہے کہ اگر صبر کرلیا۔ اور جان چلی گئی تو اجر کا مستحق ہوگا۔ یعنی عزیمت پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

(۲) فعل حرام صفتِ حرمت متغیر ہوکر مجبور کے حق میں

جائز ہوجائے۔مثلا حالت اکراہ میں مردار کھانا۔شراب پینا۔خنزیر کا گوشت کھانا۔خون پینا۔وغیرہ وغیرہ رخصت کی اس نوع کا حکم یہ ہے کہ اگر مذکورہ اشیاء کے استعمال سے اپنے آپ کو روک لیا۔اور مجبور کرنیوالوں نے قتل کردیا۔تو مقتول گنہگار ہوگا۔اسکی وجہ یہ ہے کہ جب شریعت نے اس کے حق میں جائز قرار دیدیا تھا تو اس نے جواز پر عمل نہ کرکے اپنی جان کا خود قاتل ہوگیا۔رخصت من العزیمت یعنی وہ احکام جسکو عزیمت کہتے ہیں۔اسی پر مکلّف کو عمل کرنا ہے لیکن قضیہ'' الضرورات تبیح المحظورات. اور کم من شئیٍ یختلف باختلاف الزمان والمکان ''(ردالمحتار جلد پنجم،ص ۲۴۷)

کلیہ کے تحت بہت سے احکام میں تغیر وتبدیل واقع ہوتے ہیں۔اور مکلّف کو رخصت دیدی جاتی ہے۔جن وجوہ کی بنیاد پر رخصت دی جاتی ہے وہ چھ ہیں۔جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۳۸۵/ پر امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز رقمطراز ہیں:۔ اما لحدوث،(۱) ضرورۃ،(۲)اوحرج،(۳) اوعرف(۴) اوتعامل(۵)اومصلحۃ مھمۃ تجلب۔(۶) اومفسدۃ ملمۃ تسلب یعنی جب ضرورت حرج عرف تعامل دینی مصلحت کی تحصیل،کسی فساد موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ مقصود ہوتو مذکورہ وجوہ ستہ میں سے کسی ایک یا متعدد کے پیش آنیکی صورت میں عزیمت کے بجائے رخصت پر عمل کیا جائیگا'' ٹی،وی،ویڈیو،لیپ ٹاپ کی حقیقت کے تعلق سے امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ'ٹی،وی کی تحقیق' ص ۱۷۸ پر رقمطراز ہیں کہ''ٹی،وی سے متعلق نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل رسرچ اینڈ ٹریننگ کی جانب سے شائع شدہ ''طبعیات'' نامی کتاب کی ان عبارتوں کو ملاحظہ کیجئے۔اس بات کا پہلے تذکرہ ہوچکا ہے کہ الیکٹرون کی پوزیشن کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔اس طریقے کو ہم ٹیلی ویزن اور کیتھوڈے اسلاسکوپ ٹیوب جیسے آلے میں کرتے ہیں،جن میں نظر آنیوالی تصویر بنتی ہیں۔ان ٹیوبوں کا خاص کام یہ ھے کہ برقی سگنل کی دھاریوں پر مشتمل ہوتی ہے،جو ٹیوب کے اسکرین پر بقاعدگی سے بنتی ہے۔ایک ارٹسٹ باقاعدگی سے جسطرح ایک پینٹنگ تیار کرتا ہے اسی طرح ٹیوپ اسکرین پر تصویر بننے کے لئے ضروری ہے کہ الیکٹرون کی شعاع بہت باریک ہو،تاکہ دیکھنے والا تصویر بخوبی دیکھ سکے اس کام کیلئے ٹیوب کی اندرونی سطح پر فاسفورس کی تہہ جمادی جاتی ہے،سطح پر ٹکرانے والے الیکٹرون کی توانائی بالحرکت کو فاسفورس لے لیتا ہے۔اور توانائی بالحرکت اور الیکٹرون کی تعداد کی مناسبت سے روشنی دیتا ہے۔ٹیلی ویزن ٹیوب میں ایک خاص قسم کا فاسفورس ہوتا ہے جس سے سفید روشنی نکلی ہے۔فاسفورس کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ دوسری تصویر آنے سے پیشتر پہلی تصویر مٹ جائے۔یہ چیز ٹیلی ویزن کیلئے بہت اہم ہے۔کیونکہ اس سے فنکار کی حرکت اور پس منظر کیوجہ سے تصویر لگاتار بدلتی رہتی ہے۔مزید''طبعیات'' نامی کتاب میں یہ بھی موجود ہے کہ الیکٹرون شعاع کے اسکرین پر ٹکرانے سے روشنی کی مقدار کے اعتبار سے سیاہ روشنی اور دوسری طرح کے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔جس کے نتیجے میں ٹیوب کے اسکرین پر تصویر وجود میں آتی ہے۔(ٹی،وی،کی تحقیق،س/۱۷۸)

مذکورہ بالا عبارت اس حقیقت کی چغلی کھاتی ہے۔کہ ٹی وی کے اسکرین پر تصویر بنتی ہے۔لہذا اس کو آئینہ پر قیاس مع الفارق ہے۔کیونکہ آئینہ میں کوئی اسکرین نہیں ہوتی۔کوئی تصویر نہیں ہوتی۔شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب قبلہ''ویڈیو کا شرعی استعمال''ص ۴۵ پر رقمطراز ہیں کہ:۔

''لیکن جب سے سائنس نے ترقی کی۔ان ریز کو محفوظ کرلینے کی صورت نکالی ہے اسی فلسفے کے تحت کہ عکوس کہ اصل قریب ریز ہیں۔نہ کہ ذی صورت تو جب ہم ان ریز کو ٹیپ کرلینگے تو پھر عکوس کے ظہور کے لئے ذی صورت کا مرأۃ کے روبرو ہونا ضروری نہ رہ جائیگا''۔(شرعی استعمال ص۴۵)

''ٹی وی ان ریز کو صورت میں بدلکر اپنے آئینہ سے ظاہر کردیتا ہے''(شرعی استعمال ص۲۶)

تیسری جگہ فرماتے ہیں:'' جب اسکے ریز ٹی ی میں پہونچکر تصویر کی شکل اختیار کرتے ہیں''(شرعی استعمال ص۲۷)

چوتھی جگہ فرماتے ہیں: ''ان ریز میں یہ صلاحیت ہے کہ ٹی وی بکس میں لگا ہوا آلہ ان کی ذی صورت کے عکوس میں منتقل کر کے اپنے آئینہ سے ظاہر کر دیتا ہے''۔ (شرعی استعمال ص ۴۶، جسیم بکڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی)۔

پانچویں جگہ فرماتے ہیں: ''مثلاً آپ کیمرہ کے سامنے کھڑے ہو گئے اس کے ذریعہ آپ کے ریزٹی وی ٹاور تک پہنچ گئے۔ ٹی وی ٹاور نے انہیں بکس تک پہنچادیا۔ اور پھر ٹی وی بکس کیا آلات نے انہیں متحرک عکوس کی شکل میں ظاہر کر دیا''۔ (شرعی استعمال ص ۴۷، جسیم بکڈپو)

شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب کے خدا کشیدہ جملے قوت دارک کے دریچوں سے صاف طور پر جھانکتے ہوئے امت مصطفویہ کو یہ عقیدہ راسخہ دے رہے ہیں کہ ٹی وی میں ریز کو محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ عکوس کی اصل قریب ریز ہیں، ریز ٹی وی پہ و نچکر تصویر کی شکل اختیار کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ یعنی ٹی وی اور آئینہ میں فرق بتین ہے۔

ٹی وی میں ریز محفوظ کرلی جاتی ہے۔ اور آئینہ میں محفوظ نہیں کی جاسکتی۔

ٹی وی میں عکوس کی اصل قربت ریز ہے۔ اور آئینہ میں نہیں ہے۔

ریز ٹی وی میں پہ و نچکر تصویر کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ اور آئینہ میں تصویر نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

آئینہ میں تصویر نہیں ہوتی ہے:۔ جیسا کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز فتاویٰ رضویہ ج اول، ص ۵۴۹ پر فرماتے ہیں: ''شفیف اجرام کا قاعدہ یہ ہے کہ شعاعیں ان پر پڑ کر واپس ہوتی ہے۔ ولہٰذا آئینہ میں اپنی اور پس پشت کی چیزوں کی صورت نظر آتی ہے۔ کہ اس نے شعاع بصری کو واپس پلٹایا۔ واپسی میں نگاہ جس جس چیز پہ پڑی نظر آئی۔ گمان ہوتا ہے کہ وہ صورتیں آئینہ میں ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی جگہ ہیں۔ نگاہ نے پلٹنے میں انہیں دیکھا ہے''۔

اور دوسری جگہ الملفوظ شریف، میں فرماتے ہیں: ''بلاشبہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو تو کیا اس کی صورت ہے؟ نہیں! بلکہ شعاع بصری آئینہ میں پڑ کر واپس آتی ہے''۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فتاویٰ امجدیہ ج اول ص ر ۱۸۴، میں فرماتے ہیں: ''اور حقیقت امر یہ ہے کہ وہاں تصویر ہوتی ہی نہیں۔ بلکہ خطوط شعاعی آئینہ کی صقالت کیوجہ سے لوٹ کر چہرے پر آتے ہیں۔ گویا یہ شخص خود اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ نہ یہ کہ آئینہ میں اسکی صورت پہنچتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام رضا قدس سرہٗ اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے فرامین عالیہ نے صاف طور پر واضح کر دیا کہ آئینہ میں تصویر نہیں ہوتی۔ اور شیخ اسلام کے بقول۔ ریز ٹی وی میں پہنچکر تصویر بن جاتی ہے۔ آئینہ میں ریز کا وقوع نہیں ہوتا۔ ٹی وی میں ریز کا وقوع ہوتا ہے۔ آئینہ میں شعاعیں پلٹ کر واپس آتی ہیں۔ اور ٹی وی میں ریز کا وقوع ہوتا ہے۔ آئینہ میں شعاعیں پلٹ کر واپس آتی ہیں۔ اور ٹی وی میں شعاعیں پلٹ کر واپس نہیں آئیں۔ بلکہ ٹی وی میں ریزوں کو محفوظ کر کے صورت میں بدلکر اپنے آئینہ سے (اسکرین) ظاہر ہوتا ہے۔

اسقدر واضح فرق کے باوجود اگر کوئی عاقل ٹی وی کے اسکرین پر منطبع تصاویر کو آئینہ پر قیاس کرے۔ تو اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ بریں عقل و دانست بباید گریست۔ علم مناظر و مرایا کے حوالہ سے امام علم و فن حضرت خواجہ صاحب قبلہ مدظلہٗ ''ٹی وی کی تحقیق'' ص ۳۶ پر ارقام فرماتے ہیں: ''کہ تصویر حقیقتاً دو طرح کی ہوتی ہے۔ اگر کسی پردہ پر بنے تو اصلی ہے ورنہ وہ تصویر فرضی ہے۔

تصویر کی تعریف:۔ عکسی یا دستکاری کے عمل سے پیدا ہونے والی شبیہ جو کسی چیز کی حکایت صوری کرتی ہے تصویر کہلاتی ہے۔ تصویر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ترسی (۲) ارتسامی پھر ارتسامی کی دو قسمیں ہیں (۱) اطباعی (۲) عکسی پھر عکسی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقی (۲) فرضی۔

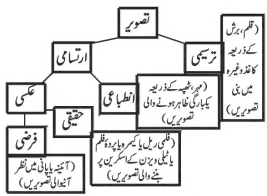

۱) تصویر ترسمی: ۔جو تصویر رنگ ولون کے ملاپ یا خراشوں کی مدد سے تھوڑی تھوڑی بنے جیسے قلم، برش پینٹنگ فوارہ کے ذریعہ کاغذ دیوار وغیرہ پر بنی ہوئی تصویریں۔ یا کسی چیز پر کندہ کی ہوئی تصویریں۔ اسی طرح پارچہ بینری یا کشیدہ کاری سے بنائی ہوئی تصویریں۔

۲) ارتسامی عکسی حقیقی: ۔جو تصویر نور وضیاء کی کرنوں کے اختلاط (امتزاج) یا کسی تصویری مادہ کے اتصال سے یکبارگی ظاہر ہو جیسے مہر، ٹھپہ پریس کے ذریعہ یکبارگی نمودار ہونے والی تصویریں۔

۳) ارتسامی عکسی حقیقی: ۔شعاعوں کی مدد سے بننے والی تصویر اگر کسی چیز کی سطح پر بنے۔ جسے فلمی ریل یا کمرہ کے ذریعہ اتاری ہوئی تصویریں پردۂ فلم اور ٹیلی ویژن کے ڈائل واسکرین پر بننے والی تصویریں۔

نوٹ: ۔مذکورہ بالا اقسام ثلاثہ پر تصویر کا اطلاق حقیقی طور پر ہے جو سطح پر بنی ہے۔ شعاعوں کے سبب نظر آنیوالی تصویریں۔ عکسی فرضی کہلاتی ہیں۔ (علتین) ہر چیز کیلئے چار علتیں ہوتی ہیں۔ (۱) علت فاعلی۔ (۲) علت مادی۔ (۳) علت صوری۔ (۴) علت غائی۔ علت اس چیز کو کہتے ہیں۔ جسکا کوئی اپنے تحقق (وجود) میں محتاج ہو جیسے وجود جیسے وجود نہار کی علت طلوع شمس ہے۔

علت فاعلی: ۔جو معلول کو وجود میں لائے۔ جیسے گھر کیلئے معمار۔ زیور کیلئے سنار اور تصویر کیلئے پکچر ٹیوب (کیمرہ ٹی وی)

علت مادی: ۔جس جزء سے معلول کو وجود میں لائے۔ جیسے گھر کیلئے معمار۔ زیور کیلئے سنار اور تصویر کیلئے پکچر ٹیوب (کیمرہ ٹی وی)

علت صوری: ۔جس جزء سے معلول کا وجود باشمل ہو جائے جیسے پلنگ کیلئے اس کی ہیئت مخصوصہ۔ کولر کیلئے اسکی شکل مخصوص اور عکسی حقیقی تصویر کیلئے کس سطح پر بنے ریز، شعاعوں کرنوں کی ہیئت مخصوصہ جس سے کسی کی صورت صاف طور پر نظر آئے۔

علت غائی: ۔وہ اثر جو فاعل کا سبب ہو۔ جیسے گھر کے مقاصد مخصوصہ۔

نوٹ: ۔معلول کی حقیقت میں علت مادی اور علت صوری داخل ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ اب دیکھنا یہ ہے کہ ٹی وی میں بھی یہ چاروں علتیں پائی جاتی ہیں یا نہیں؟

تو تحقیق سے یہی ثابت ہیکہ یہ علل اربعہ ٹی وی کی تصویر کی حقیقت میں بھی موجود ہے۔

کیمرہ ٹی وی کہئے یا پکچر ٹیوب۔۔ یہ علت فاعلی ہے
ریز کہئے یا شعاع وکرن۔۔ یہ علت مادی ہے۔
ریز کی ہیئت مخصوصہ۔۔ یہ علت صوری ہے۔
اور اس ہیئت مخصوصہ کے مقاصد۔۔ یہ علت غائی ہے۔

اس کے بالمقابل آئینہ میں یہ چاروں علتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ آئینہ میں نہ کیمرہ ہے نا پکچر ٹیوب۔ اور نہ ہی ریز، شعاع، کرن۔ آئینہ میں دیکھے جانیوالی صورت اس کا مادہ نہیں۔ جب مادہ ہی نہیں تو علت صوری کا وجود یونہی مفقود ہے۔ رہ گیا علت غائی تو آپ جو شعاعوں سے پلٹی صورت دیکھتے ہیں۔ اور جو آپ کا مقصد ہے اسے علت غائی کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں جب آپ اپنے آپ کو مجاز اً علت فاعلی تسلیم کرلیں معلوم ہوا کہ ٹی وی کی تصویر کو آئینہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

میرے مذکورہ بالا بیان سے آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن وتابناک ہوگیا کہ جن بزرگوں نے بلاتحقیق ٹی وی کی تھیوری اور حقیقت کو سمجھے بغیر یا کسی عظیم شخصیت پر اعتماد کرنے کی وجہ

سے، ٹی وی کے وقوع شعاع اور آئینہ کے انعکاس شعاع میں فرق نہ جان سکے اور دونوں کو مساوی قرار دیا تو ظاہری بات ہے کہ آئینہ کی صورت پر قیاس کر کے ٹی وی کے تصاویر کو تصاویر نہ سمجھکر جائز کہدینا ان کے لئے آسان تھا۔

شیخ الاسلام اپنی تصنیف کے ص ۴۷ میں رقمطراز ہیں:

''چونکہ درحقیقت یہی ریز آئینہ ٹی وی کے عکوس کی اصل قریب ہیں''۔ جبکہ ٹی وی میں ریز علت مادیہ کی حیثیت سے ہیں اور آئین میں ریز کے علت مادیہ کی حیثیت سے ہونے کا سوال ہی نہیں ہے۔ کونکہ آئینہ میں ریز نہ محفوظ کی جاتی ہے اور نہ ہی وقوع شعاع ہوتی ہے۔ 'وغیرہ ذٰلک فافھم فافترقا بینھما 'لہذا ٹی وی کے عکس کو آئینہ کے عکس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

فتاوٰی رضویہ الجلد اول ص ۳۸۵ پر عظیمت کو چھوڑ کر رخصت کیلئے جو وجوہ سته بیان کیا گیا ہے جنکا ذکر میں نے صفحہ اول کیا ہے۔ ان وجوہ سته کی روشنی میں دعوت اسلامی کے مبلغین کا اسکرین اور لیپ ٹاپ کے ذریعہ دیدار عطار کرنا کس قضیہ کے تحت داخل ہے؟ اور عوام اہلسنت کو بیعت وارادت کرنا کہاں تک درست ہے؟ نیز مولوی الیاس قادری کا خطاب کرنا بیان کرنا دینی پروگرام کے ذریعہ ہدایات اسلامی جاری کرنا یہ سب وجوہ سته کے کس نوع میں داخل کیا جاسکتا ہے؟ مندرجہ ذیل تفصیلات کی روشنی میں فیصلہ قارئین کے آراء پر چھوڑتا ہوں۔

۱) ضرورت: - یہ فرض کی منزل میں ہے۔ جس کی بنیاد پر بعض محرمات قطعیہ بھی واجب ہوجایا کرتی ہیں۔ مثلاً پیاس سے جان جارہی ہو اور پانی کا ایک قطرہ بھی موجود نہ ہو اور نہ پانی تک پہونچنے کی قدرت ہو، تو ایسی صورت میں کسی شخص نے جان بلب انسان کو شراب کی بوتل دیدیا تو اس کے لئے صرف اور صرف جان بچانے کی حد تک شراب مطلق میں اترنا جائز ہوگا۔ اس سے زائد ہرگز نہیں۔ اور اگر ایسا نہیں کیا۔ جان تلف ہوگئی۔ تو آثم قرار پائیگا۔ ''کما صرح الفقھاء فی کتب المتداولہ'' (یہ انجام کے اعتبار سے ضرورت کی دوسری قسم تھی جو میں نے پیش کردی۔ اور قسم اول تو اس سے بھی زیادہ اہم ہے جسکا ذکر شروع صفحہ میں موجود ہے)۔

تو اب دیکھنا یہ ہے کہ دعوت اسلامی کے مبلغین یا کسی عام فرد کا لیپ ٹاپ اور اسکرین میں دیدار عطار کرانا، دینی بیان سننا سنانا، بیعت وارادت میں داخل کرانا اور ہونا، خواب بیان کرنا اور اسکو سننا اور دوسروں تک پہونچانا ضرورت شرعیہ میں داخل کیا جاسکتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا ثبوت کتاب اللہ یا احادیث متواترہ یا اجماع امت سے پیش کرنی ہوگی۔ 'ھاتو ابرھانکم ان کنتم صادقین 'اور اگر جواب نفی میں ہے اور یہی صحیح جواب ہے تو شریعت مطہرہ کی اصلی صورت کو مسخ کرنے کیلئے دعوت اسلامی کے حضرات کیوں بضد ہیں؟ اس کا جواب افراد دعوت اسلامی کی گردنوں پر ادھار ہے۔

۲) حاجت یا دفع حرج: - یہ واجب کی منزل میں ہے۔ جسکی بنیاد پر بعض محرمات بھی جائز ہوجاتی ہیں۔ مثلاً شراب یا خنزیر کا دوا کے طور پر استعمال ناجائز ہے مگر جب اس کے سوا دوا نہ ہو اور یقین کامل ہو کہ اس سے قطعاً شفاء ہوجائیگی۔ تو بطور حاجت یا دفع حرج بہرحال عند الشرع جائز ہے ص ۵۴۰۔

اور اسکی دوسری مثال یہ ہے جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کے ملاحظہ واحتیاط میں حرج ہے، اس کا ناخنوں کے اندر یا اوپر یا اور کہیں لگا رہ جانا اگرچہ جرم وار ہو۔ اگرچہ پانی اس کے نیچے نہ پہونچ سکے۔ مثلاً پکانے گوندھنے والوں کیلئے آٹا رنگریز کیلئے رنگ کا جرم۔ عورتوں کیلئے مہندی کا جرم، کاتب کیلئے روشنائی، مزدور کیلئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوئے یا پلک میں سرمہ کا جرم، بدن کا تیل، مٹی کا غبار، کھی مچھر کی بیٹ وغیرہ۔ ان کا رہ جانا فرض اعتقادی کی ادا کو مانع نہیں۔ (شرح ر ۲۰۳)۔

اب مولوی الیاس صاحب اور ان کے چاہنے والوں سے عرض ہے ''دیدار عطار'' کے نام پر لیپ ٹاپ اور اسکرین پر مولوی الیاس صاحب کا دیدار کرانا۔ بیان سننا، سنانا، وغیرہ وغیرہ کونسی حاجت شرعیہ ہے۔ اور اگر نہیں تو پھر ایسی ہٹ دھرمی جس سے خدا اور

رسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشنودی اور عدم رضا ہو۔ اس کا رکو انجام دیکر امت مصطفویہ کو آپ حضرات غلط راہ پر گامزن نہیں کررہے ہیں؟ جبکہ ٹی وی، وی ڈیو، وی سی آر وغیرہ تصویر ہوتی ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں تحقیق سے ثابت کردیا گیا ہے۔ اور جس کی حرمت متواتر المعنی احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔

۳) عرف، ۴) تعامل ناس: ۔ یہ دونوں معاملات میں ہوتے ہیں نہ کہ عبادات میں۔ قول فیصل ص ۳۷، از مفتی مطیع الرحمن رضوی اور ہر کس وناکس جانتا ہیکہ اسکرین ولیپ ٹاپ ہو یا ٹی وی یا ویڈیو کے ذریعہ دیدار عطار کرنا کرانا اور کسی صاحب کی تقریر ووعظ وبیان کرنا کرانا معاملات میں داخل ہی نہیں۔ بلکہ عبادات میں شامل ہیں۔ لہذا عرف وتعامل بھی مفقود ہے۔

۵) دینی ضروری مصلحت: ۔ مولوی الیاس صاحب دینی ضروری مصلحت کیا سمجھیں؟ کیونکہ وہ عالم ہی نہیں۔ (کیونکہ غیر عالم دینی ضروری مصلحت کو سمجھنے سے قاصر ہیں) عالم اسے کہتے ہیں جو ضروریات دینیہ سے مکمل واقف ہو اور اسپر مستقل ہو۔ لیکن جو شخص ایک شئی کو کبھی ناجائز کہے اور کبھی جائز۔ اور کبھی بین بین۔ مصالح دینیہ کا فہم ودرک تو بہت دور کی بات ہے۔ حق وناحق میں خط امتیاز کشید کرنا ان کے تصور سے بالاتر ہے۔

۶) ازالۂ نساد موجود بامظنون بظن غالب : ۔ مولوی الیاس عطاری صاحب ٹی وی یا لیپ ٹاپ کے اسکرین پر تشریف لاکر ازالہ فساد کررہے ہیں، یا نئے نئے فسادات کو جنم دیکر قوم مسلم کو گمراہوں میں ہانک رہے ہیں۔ قوم مسلم کے جہلاء جو دین سے صحیح طور پر واقف نہیں ہیں۔ ان کو الیاس عطاری صاحب کے دام تزویر میں گرفتار کرنے کے لئے مساجد وشارع عام پر دیدار عطار کرانا ان سے بہت وارادت کا تعلق جوڑنا شریعت مطہرہ سے الگ تھلگ ایک نئی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ اگر دیدار عطار کرانے کا یہی حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ لوگ اسی طریق کار کو ثواب اور صراط مستقیم پر گامزن رہنے کیلئے مفید سمجھنے لگیں گے۔ ’لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ علی العظیم‘۔

نعت پاک

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے راہبو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مارہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے نیند ہے میٹھی تیری مت ہی نرالی ہے
جگنو چمکے پتا کھڑکے بجھ تنہا کا دل دھڑکے
ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا پتالی ہے
بادل گرجے بجلی تڑپے دھکے سے کلیجا ہوجائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے
پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینھ نے پھسلن کردی ہے اور ڈھریک کھائی نالی ہے
ساتھی ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے
تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے
وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
مولیٰ تیرے عفو وکرم ہوں میرے گناہ صفائی کے
ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

زکوٰۃ دینے کا فائدہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فلاح پاتے وہ ہیں جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور فرماتا ہے جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے اور فرماتا ہے جو لوگ بخل کرتے ہیں اس کے ساتھ جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ ان کے لئے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے اسی چیز کا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔